حدیثِ خیبر سے مستنبط فوائد

مدرس: شیخ سلیمان العلوان

مترجم: محمد شاہ رخ خان

(اس چھوٹی سی کاوش کا انتساب، ہم امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف کرتے ہیں)
اللھم تقبل منا

شیخ سلیمان العلوان نے 29 / 1 / 1422 ھجری میں حدیثِ خیبر کے متعلق کچھ گذارشات رکھی جس میں شیخ نے 76 فوائد جو اس حدیث سے حاصل ہوتے ہیں وہ ذکر کیے۔ زیرِ نظر انہی فوائد کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حدیث کا متن:

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لڑائی کے دن فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔ اب سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئیے جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو سب سرکردہ لوگ اسی امید میں رہے کہ کاش! انہیں کو مل جائے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آنکھوں کے درد میں مبتلا ہیں، آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہیں بلایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن مبارک ان کی آنکھوں میں لگا دیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہو گئے۔ جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہو جائیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی ٹھہرو پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں تم اسلام کی دعوت دے لو اور ان کے لیے جو چیز ضروری ہیں ان کی خبر کر دو (پھر وہ نہ مانیں تو لڑنا) اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری: 2942)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیبر کے دن: "البتہ میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو دوست رکھتا ہے اللہ اور اس کے رسول کو، فتح دے گا اللہ اس کے ہاتھوں پر۔" سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے امارت کی آرزو کبھی نہیں کی مگر اسی دن، پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اس امید سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں مجھ کو اس کام کے لیے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ جھنڈا ان کو دیا اور فرمایا: "چلا جا اور ادھر ادھر مت دیکھ، اللہ تعالیٰ تجھ کو فتح دے گا۔" پھر انہوں نے چپکے سے کچھ عرض کیا بعد اس کے ٹھہرے اور کسی طرف نہیں دیکھا، پھر چلا کر بولے: یا رسول اللہ! کس بات پر میں لوگوں سے لڑوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لڑ ان سے یہاں تک کہ وہ گواہی دیں اس بات کی کہ کوئی برحق معبود نہیں سوائے اللہ کے اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ جب وہ یہ گواہی دیں تو انہوں نے بچا لیا تجھ سے اپنی جان اور مال کو مگر کسی حق کے بدلے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔"

(صحیح مسلم: 622)

اس حدیث کے فوائد میں یہ باتیں شامل ہے:

1)اس میں ہے کہ صحابہ کو اس دین کی تبلیغ پر حرص دلانا۔

2)اس میں ہے امام کا جہاد کے جھنڈے مقرر کرنا۔

3)مشترکہ معمالات میں مشابہت مضرنہیں ہوتی ،جیسا کہ (جنگوں میں) جھنڈے خاص کرنا (اسلام) سے پہلے بھی معروف تھا۔

4)اس میں ہے کہ امارت مردوں کے ساتھ خاص ہے عورتوں کی بجائے۔

5)فتح کی خوشخبری دینا نبی کریم ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔

6)اللہ تعالی کے صفتِ محبت کا اثبات اور جھمیہ کا رد۔

7)اللہ تعالی محب بھی کرتا ہے اور اس سے محبت بھی کی جاتی ہے

8)اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اسباب اختیار کرنے چاہیے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان کہ: اللہ تعالی اسکے ہاتھوں پر فتح نصیب کرے گا (تو مذکورہ شخص سبب بنا ہے فتح کا)

9)صحابہ کی خیر و بھلائی پر حرص کا پتہ چلتا ہے اور ان چیزوں پر جنکو اللہ اور اسکے رسول ﷺ پسند کرتے ہیں

10) نبی ﷺ کا اس معاملے کو غیر واضح رکھنا انکی اھل ایمان کے ساتھ رحمت تھی، کیونکہ اس سے ان لوگوں میں اس عظیم فضل کی تمنا پیدا ہوئی، اور اسکی طرف آرزو زیادتی ایمان کا سبب بنی جسکو اللہ ہی جانتا ہے۔

11) اس حدیث میں مرجیہ کا رد ہے اس طرح کہ اعمال مسمی ایمان میں داخل ہیں۔(یعنی نیک اعمال بھی ایمان کا جز اور حصہ ہیں)۔

12)اس میں بھلائی کے کاموں اور مسلمانوں کی مصلحت کے کاموں کے لیے دیر رات دیر تک جاگنا اور گفتگو کرنا بھی شامل ہے۔

13) اس میں صحابہ کی خیر کی طرف سبقت اور جلد بازی کا ذکر ہے جیسا کہ راوی کا فرمانا کہ: (فلما اصبحوا غدوا) جب صبح ہوئی تو سب صبح ہی پہنچ گئے۔

14)اس میں یہ بھی ہے کہ امید ان امور میں کی جاتی ہے جنکا وقوع متوقع ہوتا ہے، تمنا کہ برعکس۔

15)اس میں صوفیوں پر بھی رد ہے جو کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق دعوی کرتے ہیں کہ وہ علم غیب جانتے تھے حیات میں بھی اور وفات کے بعد بھی، اور وہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے کہ جو آپ پوچھا: علی کہا ہے؟

16)یہ کہ نفع مند محبت صرف اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی ہے اور جس سے وہ دونوں محبت کرے۔

17)اس میں یہدیوں کے اس دعوے کا بھی رد ہے کہ: ہم اللہ کے بیٹے اور چہیتے ہیں۔(المائدۃ:18)

18)اس میں اللہ تعالی کہ اس فرمان کا بھی (اصل) معنی موجود ہے کہ: یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے

(المائدہ:18)، کیونکہ فضل اسکو حاصل ہوا جو وہاں تھا ہی نہیں اور جس نے کوشش کی اس کو نہیں ملا۔(المائدة:54)

19) اس میں تقدیر پر ایمان کا وجوب بھی موجود ہے، اور صحابہ کے تقدیر پر عظیم ایمان اور اس کے لیے سر تسلیم کا ذکر بھی موجود ہے۔

20) اس میں قدریہ کا رد ہے جو کہ مخلوق کو اپنے افعال کا خلق سمجھتے ہیں۔

21) اس میں ناصبیوں کا رد ہے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے عداوت کو نصبت کر لیا۔

22) اس میں خوارج کا رد ہے جو علی رضی اللہ عن کی تکفیر اور تفسیق کرتے ہیں۔

23) اس میں یہ بھی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان میں سے ہے۔

24) اس میں روافض کا بھی رد ہے جو صرف اپنے آپ کو علی رضی اللہ عنہ سے محب کرنے والا سمجھتے ہیں۔

25) اس میں رد ہے غالی روافض کا جو علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ نبی کریم ﷺ کے فرمان میں: رَجُلا کہنے میں ہے (جسکا معنی ایک مرد، جو کہ الوہیت کے خلاف ہے)۔

26) اس میں جواز موجود ہے شکوی کرنے کا اور مرض کا ذکر کرنے کا جب اس میں اللہ تعالی کی تقدیر پر کوئی ناراضگی موجود نہ ہو۔

27) اس میں نبی کریم ﷺ کے لعاب مبارک کی برکت کا ذکر ہے۔

28) اس میں ہے کہ انبیاء علیھم السلام کی اکثر و بیشتر دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

29) اس میں یہ بھی ہے کہ خلیفہ اس شخص کو کام کے لیے منتخب کرے جو زیادہ مناسب اور بہتر ہو، اس میں قربت اور شخصی جاہ و منزلت کی رعایت نہ کرے، نہ ہی نسب کی، اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ علی رضی اللہ عن ہ ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنھم سے افضل ہے بلکہ اس موقع پر علی رضی اللہ عنہ جیسے شخص کی ضرورت تھی۔

30) اس میں عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور بلند ہمتی کا ذکر ہے۔

31) اس میں دین میں امامت طلب کرنے کا جواز ہے۔

32) اس میں علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور جہاد فی سبیل اللہ میں انکی حرص کا ذکر ہے۔

33) اس میں معنی ہے اللہ تعالی کہاس فرمان کا: اور ان سے قتال کرو یاہں تک کہ فتنہ نہ رہے اور دین سارا کا سارا اللہ کے لیے ہو جائے پس اگر وہ باز آجائے تو بے شک اللہ تعالی دیکھنے والا ہے اس جو وہ اعمال کرتے ہیں۔(الانفال:39) کا اور یہ کہ جہاد قیامت تک جارر ہے گا۔

34) اس میں ذکر ہے نرمی کے حکم کا، جلد بازی اور غصے میں کام نہ کرنے کا، اور معاملات میں ٹھہراؤ کا، اور ان کو بجالانے سے پہلے انکو اچھی طرح دیکھ بھال لینے کا۔

39) اس میں ہے کہ اسلام کی دعوت ہر چیز سے پہلے آتی ہے۔

40) اس میں فقہ ہے دعوت الی اللہ میں بتدریج اھم ترین کام سے اہم کام کی طرف جانے کی۔

41)اس میں ہے کہ عام دعوت کے لیے علم، فقہ، درایت، سمجھ بوجھ، اور لوگ اور واقعات کے ساتھ نمٹنے کی اچھی سیاسی صلاحیت کا ہونا ضروری ہے، ورنہ ان چیزوں سے جاہل شخص کام بگاڑتا ہے اسے سدھارتا نہیں ہے۔

42)اس میں ہے کہ شہادتین (توحید و رسالت) کی طرف دعوت دیتے وقت ساتھ ہی انکے معانی اور تقاضوں کو بیان کیا جائے، خاص کر کے بعد کے زمانوں میں کہ جہاں لا الہ الا اللہ کے معنی کے متعلق جہالت بہت بڑھ گئی ہے اور جو اس کلمے کی دلالت ہے نفیاً و اثباتاً۔

43)اس میں ذکر ہے ھدایت کی فضیلت اور عظمت کا۔

44)اس میں بندوں پر اقامتِ حجت کے عمل کا ذکر ہے۔

45)اس میں دلیل ہے حجت و برھان کو پہچانے اور اسے دعوت دیے جانے والے شخص کو سمجھانے کے وجوب کا، اور اس میں جو شبہات، اشکالات اور سوالات پیش آئے انکا ازالہ کرنے کا۔

46)اس میں ہے کہ ھدایت کی طرف دعوت دینے کی فضیلت مرد و عورت دونوں کے لیے، البتہ مردوں کی ضمیر غالب کے اعتبار سے استعمال کی گئی۔

47) اس میں ہے دنیا اور آخرت میں کوئی مقارنت نہیں۔

48)اس میں ہے کہ دنیا کی محبت مذموم نہیں اگر بندہ اللہ کے حکم کے ساتھ کھڑا ہو۔

49)اس میں مشروعیت ہے معاملے کو حسی اور معلوم شدہ باتوں کے ساتھ ملا کر سمجھانے کا۔

50)اس میں ہے کہ ھدایت کی دو قسمیں ہیں: ایک ہے رہنمائی کی ھدایت، جو کہ انبیاء، رسل (علیھم السلام)، دعاۃ اور صالحین کا وظیفہ ہے۔ دوسری ہے توفیق کی ھدایت تو وہ اللہ واحد قھار کے ساتھ خاص ہے۔

51)اس میں جواز ہے قسم کا مطالبہ آئے بغیر قسم کھانے کا۔[1]

52)اس میں نبی کریم ﷺ کی شدید حرص کا ذکر ہے بندوں کی ھدایت کے لیے۔

53)اس میں ہے کہ لوگوں کی راہنمائی شارع کے ہاں زیادہ بہتر ہے ان سے قتال کرنے سے۔

54)اس میں ان لوگوں کا رد ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو تو قتل و غارت کے علاوہ کوئی کام ہی نہیں، بلکہ قتال سے پہلے دعوت دینا ہے، البتہ انہیں دعوت پہلے پہنچ چکی ہو تو ان سے ابتداءً قتال کرنا جائز ہے، یہ صحیحین میں بھی آیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے بنو مصطلق پر حملہ کیا جبکہ وہ اس سے غافل تھے۔[2]

55)اس میں جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور اس پر صبر کا ذکر ہے۔

56)اس میں ذکر ہے کہ جس سے اللہ محبت کرے تو اسکے بعد اسکو کوئی چیز نقصان نہیں دے گی بھلے ہی اس سے کوئی بغض رکھے یا اسکے متعلق غلو کرے۔

---

[1] شیخ صاحب ذکر کرتے ہیں کہ امام ابن قیم کے بقول نبی کریم ﷺ سے تقریبا 80 مقامات پر بغیر قسم طلب کیے قسم کھانا منقول ہے۔(اعلام الموقعین: 4/126)

[2] شیخ صاحب ذکر کرتے ہیں کہ عالم کے ساتھ ادب میں سے ہے کہ اسے اس کے نام سے نہ پکارا جائے بلکہ کنیت یا کسی ایسے لفظ سے پکارا جائے جس میں تعظیم ہو جیسا کہ عوام کا عالم کو شیخ کہنا۔

57)اس میں وجوب ہے اس سے بغض رکھنے کا جس نے علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کا، اور یہ کہ علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔

58)اس میں ذکر ہے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور وسعتِ علمی کا، اور وہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان علی رضی اللہ عنہ سے کہ:
اور لوگوں کو بتاو کہ ان پر کیا واجب ہے اللہ کے حق کے متعلق اسلام میں۔

59)اس میں یہ ہے کہ آدمی کو اسکے باپ کی طرف ہی منسوب کیا جائے گا بھلے ہی وہ کافر ہو۔

60)اس میں ذکر ہے علی رضی اللہ عنہ کے ادب کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے نام یا رشتے سے نہیں پکارا۔

61)اس میں ہے کہ اللہ تعالی کا اسکے بندوں پر ایک عظیم حق ہے جس کا ادا کرنا اور اسکی ادائیگی کے لیے کھڑا ہونا لازم ہے، ورنہ وہ آگ میں جانے والوں میں سے ہوں گے، اور وہ یہ کہ اللہ تعالی کو عبادت کے ساتھ اکیلا کیا جائے اور اسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتباع کے ساتھ اکیلا کیا جائے۔

62)اس میں یہ ہے کہ اگر بندے کو اللہ تعالی کی طرف سے کوئی حکم پہنچے، یا اسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے تو اس میں کسی قسم کی جھجک کا شکار نہ ہو بلکہ جلدی کرے اسکی اتباع، تطبیق اور اس پر عمل میں۔

63)اس میں اثبات ہے دوبارہ اٹھائے جانے کا، سزا جزا اور حساب کا۔

64)اس میں اللہ تعالی کے نام الحسیب کا معنی ہے۔

65)اس میں یہ ہے کہ بندوں پر ہے کہ وہ لوگوں سے انکا ظاہر قبول کرے اور انکے باطن کو اللہ کے سپرد کر دیں، جب تک کوئی ایسا قول یا فعل اس سے ایسا صادر نہ ہو جائے جو دینِ اسلام کے منافی ہو۔

66)اس میں جواز ہے آواز بلند کرنے کا فضل والے لوگوں کے سامنے بوقتِ حاجت۔

67)اس میں وجوب ہے تفیل طلب کرنے کا اشکال کے وقت۔

68)اس میں اللہ تعالی کے اس فرمان کا معنی ہے: پوچھلو اھلِ ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ (النحل:43))

69)اس میں ہے کہ نص یا اسکے قائم مقام چیز کی موجودگی میں کوئی اجتھاد نہیں، جیسا کہ صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی، جیسا کہ یہاں ہوا۔

70)اس میں ہے کہ سب سے زیادہ عظمت والا عمل اور شرف والا معاملہ کہ جس میں انسان کو اپنی پوری طاقت صرف کرنی چاہیے وہ اللہ کی طرف دعوت اور بندوں کی ھدایت کا حریص ہونا ہے۔

71)اس میں تکفیریوں کا رد ہے جو بندوں پر حکم لگاتے ہیں تکفیر و تفسیق کا، بغیر توحید و سنت کی دعوت دیئے اور اس چیز کی حقیقت بیان کیے کہ جسے انبیاء اور رسل علیھم السلام لے کر آئے ہیں۔

72)اس میں صحابہ کا ایک دوسرے کو تلاش کرنے کا ذکر ہے۔

73)اس میں ہے کہ محض شہادتین کوزبان سے ادا کر دینے سے کسی کی جان و مال محفوظ نہیں ہوجاتا، جب تک کہ وہ اسکا حق ادا نہ کرے، ورنہ وہ اسکو اللہ تعالی کے ہاں فائدہ نہیں دے گا۔

74)اس میں ہے کہ حدود قائم کرنا حاکم کا وظیفہ یا اسکے نائب کا۔

75)اس میں مسلمانوں کی جان، مال، عزت کی حرمت کا ذکر ہے ناحق۔

76)اس میں صحابہ کے دلوں کی پاکیزگی کا ذکر ہے کہ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے حسد نہیں کیکوئی اعتراض کر کے یا ایسی تمنا کر کے کہ یہ نعمت اور فضل ان سے چھن جائے۔

تمت بالخیر وللہ الحمد کلہ

بتاریخ: 25 جولائی 2022